پروفیسر ڈاکٹر نجیب جمال
صدر شعبۂ اُردو
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ریاست بہاول پور میں ادبی اظہار کے قرینے

Prof. Dr. Najeeb Jamal
Head of Department Urdu
International Islamic University, Islamabad

Literary Modes of expressions in Bahawalpur State

Bhawalpur state was the sencond biggest state in combind India. It was established in 1927 by Nawab Sadiq Muhammad Khan I. His son Nawab Bahawal I laid the foundation of Bahawalpur city. The article deals with the Litrary Tradition of Bahawalpur State. The State promoted Urdu language and literature sinces its begining. Bahawalpur is enriched with a long and illustrious traditon of urdu prose & proetry.

بہاول پور[۱] اور ریاست بہاول پور[۲] آج بھی ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہیں ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ سرزمینِ بہاول پور میں قدم قدم پر ایسے نشانات، ایسی یادگاریں اور ایسی عمارتیں موجود ہیں جو ریاست بہاول پور کے نقش کو دل میں اور بھی گہرا کرتی ہیں اور موجودہ بہاول پور کو مرکزِ نگاہ بناتی ہیں۔ ریاست بہاول پور محض ایک ریاست نہیں تھی یہ نام تھا روشن خیالی کا ،علم کی توقیر کا اور رنگ و نور میں ڈھلی جمال آفرینی کا ۔ یہ ریاست مرکز تھی ایک عام آدمی کی بہبود کا ، اس کے جسمانی اور روحانی تقاضوں کی تسکین کا اور اس کے حسین و جمیل خوابوں کی تعبیر کا ۔یہ ریاست جو برصغیر پاک و ہند کی دوسری بڑی ریاست تھی اپنا ایک شان دار ماضی رکھتی ہے اس کی تاریخ اور اس کا جغرافیائی حصار دونوں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کا تذکرہ دراصل وادی سندھ کی عظیم تہذیب کا تذکرہ ہے اور اس کا حوالہ دراصل رگ وید میں لکھے گئے دریاؤں سرسوتی (ہاکڑہ) شتادرو(ستلج) اور سپت (سندھ) کا اسطوری حوالہ ہے[۳]۔ہڑپہ اور موہن جو داڑو کے عین وسط میں واقع شہر گنویری والا کے آثار کا جائزہ بھی اسی ریاست کی اہمیت کا باعث ہے[۴]۔ یہ ریاست اسکندہ(اوچ) کے اعلیٰ ترین تمدن کی گواہی دیتی ہے اور سکندرِ اعظم کے جنگ ملتان میں ملوئی قوم پر فتح حاصل کرنے کی سرگذشت سناتی ہے[۵]۔ یہ راجہ ساھن کروڑ (کہ ہم عصر حضرت عیسی کا تھا) کے رحیم یار خاں میں قلعہ مئو اور مہاراجہ کنشک کے عہد میں سوئی وہار کے مقام پر بدھ مت کے اسٹوپا (۱۳۲ء) کی تعمیر کا اطلاع نامہ بھی ہے[۶] اور موریا دور کے بدھوں کی عبادت گاہ پتن منارہ کا پتا بھی[۷]۔ یہ راجہ چچ کے دور میں اوچ کے اولیاء اور اوّلین علمی درس گاہوں کا اظہار یہ بھی ہے[۸] اور اپنے دورِ خلافت میں بہاول پور کی علمی ،

ادبی ، تاریخی ، سیاسی اور تمدنی زندگی کا بیانیہ بھی۔

غرض ریاست بہاول پور اپنے دامن اقبال میں علم و ادب اور تاریخ وثقافت کے ایسے دل پذیر و دل نشین و رنگین گل بوٹے رکھتی ہے کہ اس کی ناگزیر حیثیت سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں رہتا ۔ یہ ریاست جسے بغداد کی عباسی خلافت کا تسلسل بھی سمجھنا چاہیے اور پرتو بھی ، اپنی جملہ تفصیلات میں طلسم ہوش ربا جیسا سحر رکھتی ہے ۔ اس کی سیاسی تاریخ ۱۷۲۷ء سے ۱۹۵۵ء تک پھیلی ہوئی ہے ۔ سوا دوسو سال کی اس تاریخ میں نوابین بہاول پور کی سیاسی ، سماجی، علمی اور ادبی سرگرمیوں کے علاوہ اس خودمختار اسلامی ریاست کے تشخص کو اجاگر کرنے کے لیے اس کے بیدار مغز نوابوں نے تعلیمی اداروں، اعلی درس گاہوں ،لائبریریوں ، شفاخانوں، مساجد ،محلات اور قلعہ جات کی تعمیر کو سنگ وخشت سے نہیں بلکہ حسن تاثیر اور جلال و جمال کے آہنگ سے تشکیل دے کر فن تعمیر کا دل کش اوراعلی نمونہ بنایا تھا۔

بہاول پور کو متحدہ ہندوستان کی دوسری بڑی ریاست ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا اور یہ وہ واحد ریاست تھی جس نے پاکستان کے ساتھ نہ صرف الحاق قائم کیا بلکہ جلد ہی اپنے تشخص کو ختم کر کے وفا داری بہ شرطِ استواری کے تقاضوں کے عین مطابق پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان بھی کیا اس سلسلے کی بعض تفصیلات نہایت درجہ اہم ہیں:

۱۔ پاکستان کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر قائداعظم اور نواب بہاول پور سر صادق محمد خاں نے دستخط کیے [۹]۔

۲۔ ۱۴/اکتوبر۱۹۵۵ء کو پاکستان کے نئے دستور کے مطابق پنجاب ،سندھ ، بلوچستان اور سرحد، مغربی پاکستان میں ضم ہوئے اور ریاست بہاول پور پاکستان کا حصہ بنی اور یوں بہاول پور کو کمشنری کا درجہ ملا [۱۰]۔

۳۔ ریاست بہاول پور کے خزانے سے ساڑھے سات کروڑ روپے نقد حکومت پاکستان کے خزانے میں جمع کرائے گئے [۱۱] جو کہ اس وقت ایک نوزائیدہ مملکت کے لیے آج کے ورلڈ بینک یا آئی ایم ایف کے کئی بلین ڈالر کے قرضوں سے بڑا ''ریلیف'' تھا اور بنا کسی سود یا غلامی کی کسی دستاویز پر دستخط کے بغیر یہ خطیر رقم قومی خزانے میں جمع کرائی گئی ۔

۴۔ قیامِ پاکستان کے فوراًبعد ریاست بہاول پور نے نہ صرف پاکستانی کرنسی کی ضمانت فراہم کی بلکہ بڑی تعداد میں مہاجرین کی آبادکاری اور ان کے لیے ملازمتوں کا بندوبست کیا اور اپنے تمام وسائل کو نوزائیدہ مملکت کے لیے وقف کر دیا۔

فی الوقت اس سلسلے کو طول دینے اور ریاست بہاول پور کے احسانات کی فہرست مرتب کرنے کے بجائے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ ریاست بہاول پور کے سوا دوسو سال اور پھر پاکستان سے انضمام کے پچاس سے زاید سالوں میں خطہ بہاول پور کی زرخیزی ، پیداواری صلاحیت اور جوہر قابل نے اس خطے کی تاریخ اور روایات علمی وادبی کی دل کشی کے گہرے نقوش کو ابھارا اور اس میں ایسے خوب صورت رنگ بھرے کہ بہاول پور کے تہذیبی پیراہن کا رنگ نکھرتا چلا گیا ۔ اس خطے میں علم و دانش کی ہی نہیں شعروادب کی جمالیات بھی لکھی گئی۔آج بہاول پور علوم وفنون ،رقص وموسیقی ،غناو گائیکی اور شعر و ادب کی ایک ایسی تاریخ رکھتا ہے

جس کا ہر ورق معطر، منور اور مصور ہے ۔

بہاول پور میں اُردو کے پہلے شاعر مولوی محمد اعظم تھے ان کی پیدائش ۱۷۶۹ء میں ہوئی اور وہ آتش و ناسخ کے ہم عصر تھے ان کا یہ شعر بجا طور پر انہیں آتش و ناسخ کی صف میں جگہ دیتا ہے :

کھوٹا پیسہ ہوں نہیں لیتا کوئی بازار میں　　　میں زر خالص بنا تیری نظر ہے کیمیا

اسی طرح محمد شمس الدین گیلانی ، جن کا دیوان ۱۸۶۴ء میں منظرِ عام پر آیا، غالب ، مومن اور ذوق کے ہم عصر تھے ۔ قاری محمد عارف لبستی محمد رمضان خاں، حاصل پور نے اُردو کا پہلا منظوم سفر نامہ لکھا، مشتاق احمد زاہدی سابق پرنسپل ایس ای کالج بہاول پور اُردو کے بہت اچھے شاعر بھی تھے ان کے یہ اشعار انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے پہلے عشرے کے شعری مذاق کے عین مطابق ہیں:

جینا کبھی ذلت کا گوارہ نہ کریں گے　　　مر جائیں گے پرمنت اعدا نہ کریں گے

گر قتل ہی کرنا ہے تو کر شوق سے ظالم　　　ہم حشر میں اس خون کا دعویٰ نہ کریں گے

انیسویں صدی کے آخری دہائیوں میں امداد نبی شیر کے یہاں زبان کے پینترے ظاہر کرتے ہیں کہ اس میدان میں محض حضرت داغ کو دعویٰ کمال حاصل نہیں تھا۔شعر یہ ہے :

وہ ذبح کر کے کہتے ہیں آؤ گلے ملیں　　　کرتے ہیں ہائے عاشق بے سر سے چھیڑ چھاڑ

دیوان فرید کے اولین مرتب مولانا عزیز الرحمٰن سے کون واقف نہیں ان کا اندازِ سخن دل اور دماغ کو کچھ اس طرح منور کرتا ہے۔

کہیں جو عکس پڑ جائے تمہارے روئے روشن کا　　　ابھی ہو چاندنی کا کھیت میداں میرے مدفن کا

خرم بہاول پوری انیسویں صدی کے آخری عشروں میں نمایاں ہونے والا ایک اہم نام ہے ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب زندگی کے حوالے سے زندانِ سلاسل اور بحرِ غم جیسی تراکیب شاعری میں عام دکھائی دیتی ہیں:

جسے میں زندگی سمجھا وہ زندانِ سلاسل ہے　　　اجل سمجھا ہے جس کو دل وہ بحرِ غم کا ساحل ہے

ان کے علاوہ مولانا حفیظ الرحمٰن، محمد بخش شاطر، موہن لعل موج، جلال الدین لبید، ڈاکٹر شجاع احمد ناموس، عبدالحمید ارشد، محمد اسحاق آثم، عبدالرحمٰن آزاد، عبدالحق شوق، گل محمد صادق جمیل، منشی انوار فیروز، دیوی دیال آتش، سید اختر علی منیر، حکیم احمد علی سیف، محمد امیرالدین حسن آرام، عطا محمد دلشاد کلانچوی، مولوی غلام احمد اختر کی غزلوں، قصیدوں، رباعیوں اور قطعات کے علاوہ اس دور میں لکھے گئے نورنامے، معراج نامے، درود نامے، میت نامے، اور حلیہ نامے خاصے کی چیزیں ہیں ۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انیسویں صدی میں بہاول پور، احمد پور شرقیہ، حاصل پور، لال سوہانرا اور خان پور جیسے، اُردو کے مراکز سے دور ان علاقوں کی اُردو

اس حد تک صاف ، شستہ اور رواں تھی جتنی آتش و ناسخ ، غالب و ذوق اور داغ و امیر کے دور کی اُردو رہی تھی ۔

قیامِ پاکستان کے بعد بہاول پور کے ادب میں موضوعاتی تنوع کے ساتھ ساتھ اظہار کے پیرایوں اور ہیت کے تجربوں کا مسلسل اضافہ ہوتا رہا،اس سلسلے میں معروف شعراء حیات میرٹھی ، احمد ندیم قاسمی ، شہاب دہلوی ،ظہور نظر، آغا سکندر مہدی، نورالزماں اوج، ادیب واسطی، ارمان عثمانی نقوی احمد پوری، سید فخر الدین بلے ،سید آل احمد، خلیق ملتانی علی احمد رفعت، سہیل اختر ،عابد صدیق ، سید تابش الوری ، نصراللہ خاں ناصر ،انیس قمر، مشہود رضوی، قاسم جلال ، منور جمیل، بشری رحمان، سرور ناز، اظہر ادیب، ڈاکٹر نواز کاوش، ڈاکٹر جاوید اقبال، ذی شان اطہر، علی معین، شگفتہ الطاف، ناہید قمر اور نوشی گیلانی نے اردو شاعری کے دامن کو وسیع تر کر دیا[۱۲]۔

اُردو شاعری کے ساتھ ساتھ اُردو نثر کا تذکرہ بھی اٹھارویں صدی میں مولوی محمد اعظم اور منشی دولت رائے سے شروع ہوتا ہے اور صوفیائے اوچ کے ساتھ ساتھ دہلی اور بہاول پور کے اولیاء کرام کے ربط و ضبط کو موضوع بناتا ہوا نثر کی مختلف ہیتوں اور اصناف کے حوالے سے اپنی پہچان کراتا ہے ۔نمایاں نثر نگاروں میں حافظ عبدالقدوس قدسی مدیر ''صادق الاخبار'' ، مرزا محمد اختر (بہادر شاہ کے پوتے)،سید مراد شاہ مصنف ''تاریخ مراد'' ، مولوی شمس الدین سادات علوی مصنف ''مختصر الوقائع'' ، '' مخزن سبحانی'' مطبوعہ ۱۸۵۱ء نول کشور پریس لکھنؤ ، خان بہادر منشی غلام نبی مصنف ''تاریخ جھجر'' مرزا ارشد گورگانی مصنف ''صادق التواریخ'' ، ناول ''بن باسی رستم''، مولوی محمد دین مصنف ''صادق التواریخ''، بالاشتراک مرزا ارشد گورگانی، دبیر الملک مولوی محمد عزیز الرحمٰن مصنف ''دیوانِ فرید'' ، '' صبح صادق''،'' شعاعِ نور ترجمہ چچ نامہ'' ، حاجی محمد عبدالسبحان مصنف چہار یارانِ رسول ،'' تحفہ سبحانی''،''معراج نامہ''،'' نور نامہ''، ''حلیہ مبارک''،منشی محمد انور فیروز مصنف ''مشاہیر ریاست''، میر ناصر علی مصنف ''ریاست بہاول پور کا جغرافیہ''، مولوی محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ مدیر ''رسالہ الحبیب'' ، و مصنف ''تمدنِ بہاول پور کی دو مختلف تصویریں''،ڈاکٹر شجاع احمد ناموس مصنف '' گل گت کی شنا زبان'' عبدالحق شوق ایڈیٹر ستلج، علی احمد رفعت مدیر ''ستلج''، محمود علی افسوں مرتب ''پریشان جلوے'' بہ اشتراک حیاتِ تریں، پروفیسر دلشاد کلانچوی مصنف ''سرائیکی اور اس کی نثر ، سرائیکی زبان کی تاریخ ''،سید نذیر علی شاہ مصنف' صادق نامہ'،آیاتِ غالب'' ،حیات میرٹھی مدیر ماہ نامہ ''سخن ور'' ،مصنف ''نقوشِ رفتگاں'' ،محمد خالد اختر مصنف ناول ''چا کی واڑہ میں وصال''،کھویا ہوا افق''،'' چچا عبدالباقی'' ، سید مسعود حسن شہاب دہلوی مصنف'' بہاول پور میں اُردو'' ، ''خطہ پاک اوچ'' ،''مشاہیر بہاول پور'' ، جمیلہ ہاشمی مصنفہ ناول'' آتشِ رفتہ'' ، ''تلاشِ بہاراں'' ،'' روہی'' ، ''دشتِ سوس''، ارمان عثمانی (مدیر نیا دور، رہبر ، انصاف) سہیل اختر مصنف'' آنسو بنے ستارے'' ، ''طرفہ تماشا''، ''سید انیس شاہ جیلانی مصنف ''آدمی غنیمت ہے''، عابد صدیق مصنف ''مغربی تنقید کا مطالعہ'' ، ''افلاطون سے ایلیٹ تک'' ، صدیق طاہر ، مصنف'' وادی ہاکڑہ اور اس کے آثار'' ،سید جاوید اختر مصنف ناول ''اک شاخ تمنا''،''زہر خوشی کا'' ، ''پلٹی ہوئی آواز''،بشری رحمٰن مصنفہ ناول'' خوب صورت''، ''لگن''، ''لازوال'' ،افسانے،''پیاسی'' ، ''قلم کہانیاں'' ، سید قاسم جلال مصنف'' حفیظ جالندھر کچھ یادیں کچھ باتیں''، احمد غزالی مصنف ''چولستان'' ، ''ساندل بار''،''وادی سون سکیسر''، ڈاکٹر نجیب جمال، مصنف''غالب شکن اور یگانہ''،''نگاہ''،''محاسن''،''اُردو شاعری کی تہذیب''،''ندوۃ النیل'' ، ''پنج

آہنگ''،''ماہ و سالِ عندلیب''،''اقبال ہمارا''،''معتوب زمانہ، یگانہ'' محمد سلیم ملک مصنف ''سید امتیاز علی تاج شخصیت وفن''، ''لبید بہاول پوری''، محمد اسلم ادیب مصنف ''تحقیق کی بنیادیں''، ڈاکٹر شفیق احمد مصنف'' غلام رسول مہر حیات اور کارنامے''، ''اقبال اور ترکی''، ''شرح بانگِ درا''، ''مسرت کلانچوی'' مصنفہ ڈراما ''ریگ زار'' عمران اقبال مصنف سفر نامہ ''بحراوقیانوس کے کنارے''،''پردیس میں کبھی کبھی'' افسانوی مجموعے ''آخری عورت''،''ادھورے خواب کا منظر''،''نام گم ہو جاتے ہیں'' ناولٹ ''لندن کی وہ شام'' تذکرہ ''بہاول پور میں اردو شاعری''، قدرت اللہ شہزاد مصنف ''صحرا چمکتا ہے''، ''اجلے من کے لوگ''،''جلتے بجھتے سورج''،''آپ بیتی کے توانا لہجے''،''اردو کے چند خاکہ نگار'' اور'' شہاب دہلوی کے شعری رویے'' اورمضمون نگار شاہد حسن رضوی، مدیر'' الزبیر'' شامل ہیں۔اس اجمالی تذکرے کو اس لیے بھی تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے کہ اردو شعر و ادب کے اس اہم مرکز کو اب تک کسی ادبی مورخ نے درخور اعتنا نہیں جانا۔ بہاول پور کا تو مذکور ہی کیا ادب کی تاریخ لکھنے والوں کو تو دکن، دہلی، لکھنو اور اب لاہور سے آگے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ شہر بہاول پور کو نواب بہاول خان اوّل نے ۱۹۴۸ء میں دریائے ستلج کے جنوب میں تین میل کے فاصلے پر آباد کیا اور مختلف علوم وفنون کے ماہرین کو یہاں آباد کیا۔ بہ حوالہ ''آئینہ دارالسرور بہاول پور'' از محمد فیروز انور، انور اکیڈمی، محلّہ مبارک پورہ ۱۹۸۹ء۔

۲۔ ۱۷۲۷ء سے ریاست بہاول پور کی حدود اور حکومت کا تعین ہوا۔ صادق محمد خاں کو بہاول پور کا پہلا نواب قرار دیا جاتا ہے انہوں نے ہی ۱۷۳۳ء میں قلعہ دیراوڑ پر قبضہ کیا۔ نواب صادق محمد خاں کے دور میں ریاست کا رقبہ دو سو میل پر پھیلا ہوا تھا۔نواب صادق محمد خاں نے ۱۹ سال حکومت کی ان کے تین صاحبزادوں بہاول خاں، مبارک خاں، فتح خاں میں سے بڑے صاحب زادے امیر محمد بہاول خاں عباسی اوّل ۱۷۴۶ء میں ریاست کے والی بنے جنہوں نے دو سال بعد ہی بہاولپور شہر کی بنیاد رکھی۔ ریاست بہاول پور ۱۹۵۵ء تک قائم رہی اس کے آخری نواب سر صادق محمد خاں عباسی خامس تھے۔

۳۔ ابن حنیف، مرزا ''سات دریاؤں کی سرزمین'' کاروانِ ادب، ملتان، ۱۹۸۰ء، ص ۲۳۷

۴۔ ''سات دریاؤں کی سرزمین'' ۲۳۷

۵۔ نور علی ضامن، سید حسینی ''معارف سرائیکی'' مصطفی شاہ اکیڈمی، احمد پور شرقیہ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۳۴،

۶۔ Punjab States gazetteor vol: xxx Bahawalpur State, Page 25, 1906

۷۔ ایضاً

۸۔ داؤد پوتہ، ڈاکٹر ''چچ نامہ''، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، ۱۵۵۳ء، ص ۳۳۷

۹۔ ''۱۳/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے ساتھ الحاق کا معاہدہ طے پایا'' بہ حوالہ ''بہاول پور کا ادب''، از ڈاکٹر نواز کاوش، چولستان علمی و ادبی

فورم بہاولپور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۱

۱۰۔ ''بہاول پور کا ادب''، ص ۳۲

۱۱۔ ایضاً، بہاول پور کی انتظامی حیثیت کو ۱۹۵۵ء تک صوبے کا درجہ حاصل رہا اسی سال پاکستان کے مغربی علاقے کی تمام ریاستوں اور صوبوں کو ملا کر مغربی پاکستان کے نام سے الگ صوبہ بنا دیا گیا تو ریاست بہاول پور کا اس نئے صوبے میں ادغام ہوا اور اسے کمشنری کا درجہ ملا جس میں بہاول پور، بہاول نگر، رحیم یار خاں، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خاں ضلع کی حیثیت سے شامل تھے۔

۱۲۔ یہ فہرست نامکمل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بہاولپور کے ۱۰۶ شعراء کے تعارف اور انتخاب کلام کے مطالعے کے لیے دیکھیے ''بہاول پور میں اردو شاعری، ۱۹۴۷ سے ۲۰۰۰ تک'' از عمران اقبال چولستان علمی و ادبی فورم بہاول پور، جولائی ۲۰۱۰ء

۱۳۔ تفصیل مزید کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ بھی اہمیت کا حامل ہیں:

شہاب دہلوی ''بہاول پور میں اردو''، ''مشاہیر بہاول پور''

ڈاکٹر نواز کاوش ''بہاول پور کا ادب''

محمود علی افسوں ''پریشان جلوے''

عمران اقبال ''بہاول پور میں اردو شاعری''